تحریک پاکستان میں فاطمہ بیگم کی خدمات

(۱۹۳۰ء-۱۹۵۸ء)

Contributions of Fatimah Begum in Pakistan Movement (1930 - 1958)

ڈاکٹر فرح گل بقائی*

Abstract

There are a number of women who played a significant role in the Pakistan Movement and are prominent name is of Fatima Begum. She laid the foundation of Jinnah Islamia Girls College, Lahore. She inspired young minds to struggle for Pakistan in 1940's. The girls responded to her call and actively participated in Pakistan Movement. The purpose of this paper is to highlight as how women emancipated in Independence Movement in 1940's.

There were restrictions, a women had no training in organizing rallies and protest marches, and still they managed to do the impossible. It was simply because of their commitment to Islam and Pakistan. They desired to see an independent Islamic state. They wanted their children to live in a free Muslim country. They wanted to be free from shackles of British and Hindus dominance.

The article will highlight:

a. Women devotion for independent Muslim state

b. Fatimah Begum drive for this cause

c. Her literary contribution

---

* سینئر ریسرچ فیلو، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت پاکستان، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔

d. *Her journalistic contribution*
e. *Her contribution in evoking the women of Frontier Province to join in the movement*
f. *Her educational struggle*
g. *Her family contribution for the cause of Pakistan*
h. *Helping Bihar Muslim refugees, providing them her hearth and home, settling them down in Lahore on her own resources*
i. *Leading rallies against Chief Minister of Punjab Khizr Hayat Tiwana*

The objective of this paper is to emphasise that women of Punjab were aware of their national duties. Fatimah Begum played her role well in awakening women to come out of their comfort zone of family life and participate in their duty for independence of Pakistan.

تلخیص

تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں جن چیدہ خواتین نے کلیدی کردار ادا کیا، ان میں فاطمہ بیگم کا نام سرِ فہرست ہے۔ آپ نے نہ صرف پنجاب میں اس تحریک کو کامیاب کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا بلکہ صوبہ سرحد کی خواتین کو متحرک کرنے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

فاطمہ بیگم نے ۱۹۳۸ء میں اپنی ذاتی زمین پر جناح اسلامیہ اسکول کی بنیاد رکھی۔ جلد ہی اس کو کالج کا درجہ مل گیا۔ اس کالج کی پاکستان کے لیے وہی خدمات ہیں جو علی گڑھ یونیورسٹی کی پاکستان تحریک میں رہیں۔ علی گڑھ یونیورسٹی نے مسلمان نوجوان لڑکوں کو بیدار کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ اسی طرح جناح اسلامیہ کالج نے لڑکیوں کو سیاسی سوجھ بوجھ دی اور اس میں فاطمہ بیگم کی ہمت ولگن کو خراج تحسین پیش کرنا ضروری ہے۔

اس مقالہ میں فاطمہ بیگم کی خدمات بسلسلہ تحریک پاکستان کا احاطہ کیا گیا ہے، جو انہوں نے مختلف شعبوں میں ادا کیا۔ مثال کے طور پر تعلیم، سیاست،

صحافت، صوبہ سرحد کی خواتین کو تحریک پاکستان کے لیے متحرک کرنا، بنگال کے سیلاب زدگان کی بحالی کے لیے اپنے پیسوں سے لاہور میں بنگالی کالونی تعمیر کرانا۔ ۱۹۴۷ء میں آزادی کے بعد مشرقی پنجاب میں اغواء شدہ مسلمان خواتین کو پاکستان لانا اور ان کی بحالی کا کام کرنا، خضر حیات ٹوانہ کی حکومت کے خلاف جلسہ جلوسوں میں حصہ لینا۔

تعارف

پنجاب کی خواتین کا تحریک پاکستان میں کردار بہت ہی نمایاں ہے۔ یہ خواتین اگر مصروف عمل نہ ہوتیں تو پاکستان کی تشکیل میں گوناگوں دشواریاں پیش آتیں۔ پنجاب کی سرکردہ خواتین نے اپنی گھریلوں ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اپنی قومی ذمہ داریوں کو بھی بطریق احسن نبھایا۔ انہوں نے صوبہ سرحد کی خواتین کو متحرک کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اس میں اسلامیہ کالج کی پرنسپل محترمہ فاطمہ بیگم پیسہ اخبار کے سرکردہ اعلیٰ کی صاحب زادی نے اہم کردار ادا کیا۔ ان کے علاوہ بیگم شاہنواز جنہوں نے گول میز کانفرنس میں مسلمان خواتین کی نمائندگی کی۔ علاوہ ازیں پنجاب میں ممتاز خواتین میں بیگم وقار النساء نون، لیڈی عبدالقادر، نور الصباح بیگم، رلیا رام، اور بیشمار خواتین شامل ہیں۔(۱)

فاطمہ بیگم ۱۱ فروری ۱۸۹۰ء کو لاہور میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد کا نام مولوی محبوب عالم تھا۔ جو پیسہ اخبار کے ایڈیٹر تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی اور بعد ازاں پنجاب یونیورسٹی سے بطور پرائیویٹ طالبہ میٹرک اور منشی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ ان کی شادی ۱۹۲۱ء میں راجہ عبدالعزیز صاحب برادر راجہ جہانداد صاحب سے قرار پائی، جو ضلع ہزارہ سے تعلق رکھتے تھے۔(۲)

فاطمہ بیگم نے عملی زندگی کا آغاز بطور معلّمہ کیا۔ آپ نے لیڈی میلیکن کالج لاہور میں قوم کی بچیوں کو پڑھایا۔ ۱۹۳۰ء میں انہیں بمبئی میونسپل کارپوریشن کے تحت چلنے والے لڑکیوں کے اردو اسکولوں کی انسپکٹر مقرر کیا گیا۔

درس و تدریس کے علاوہ فاطمہ بیگم سماجی انجمنوں کے لیے بھی کام کرتی رہیں۔ اخبارات اور رسائل میں خواتین کی بہتری کے لیے لاتعداد مضامین لکھے۔ لاہور سے چھپنے والا مشہور اخبار

''شریف بی بی'' کی مدیر رہیں۔ یہ اخبار بنام''خاتون'' بھی جاری کیا۔

۱۹۳۷ء میں فاطمہ بیگم نے نواں کوٹ لاہور میں اسلامیہ کالج برائے خواتین کی بنیاد رکھی اور لاہور ہی میں لڑکیوں کے لیے ایک ہائی اسکول کھولا۔

فاطمہ بیگم انجمن خواتین الاسلام کی پہلی بانی سیکریٹری تھیں وہ غیر منقسم ہندوستان میں خواتین کی معروف جماعت آل انڈیا ویمنز کانفرنس کی رکن رہیں اور آل انڈیا ویمنز کانفرنس کی بھی مستقل رکن رہیں۔ پنجاب صوبائی مسلم ویمنز لیگ کی انتھک کارکن ہونے کے ناتے آپ نے شاندر کارنامے سر انجام دیئے۔ یہ جماعت بیگم جہاں آراء شاہنواز نے ۱۹۳۵ء میں لاہور میں قائم کی تھی۔(۳)

مئی ۱۹۴۱ء میں پنجاب صوبائی مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کی رکن منتخب ہوئیں اور۱۹۴۳ء میں مرکزی سب کمیٹی کی رکن نامزد ہوئیں۔ پنجاب میں خضر حیات کی حکومت کے خلاف مظاہروں میں حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔(۴)

۱۹۴۶ء کے انتخابات کے موقعہ پر فاطمہ بیگم نے نمایاں کردار ادا کیا اور خواتین کومسلم لیگ اور پاکستان کےحق میں ووٹ دینے کے لیے تیار کیا۔ یہ خواتین ہی کا کارنامہ ہے کہ انتخابات میں مسلم لیگ واضح کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

انتخابات کے بعد فاطمہ بیگم صوبہ بہار میں فسادات کی وجہ سے بے گھر اور بے آسرا لوگوں کی امداد کے لیے وہاں پہنچیں۔ فسادات کے شکار لوگوں کی بڑی تعداد کو لاہور لے آئیں۔ فاطمہ بیگم نے ان مہاجرین کے لیے مکانات تعمیر کرنے کی غرض سے اپنی ذاتی جائیداد سے زمین عطیہ کی۔

فروری ۱۹۴۷ء میں خضر حیات ٹوانہ حکومت کے خلاف پنجاب بھر میں تحریک سول نافرمانی شروع ہوئی تو فاطمہ بیگم اس نازک موقع پر صف اول میں تھیں۔ انہوں نے بہت سے زنانہ جلسے جلوسوں کی قیادت کی۔ انہیں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ وہ اسی تحریک کے دوران ان بے شمار قید ہونے والوں میں سے تھیں، جنہوں نے حکومت کی مشینری بے بس کر رکھی تھی۔

تقسیم پنجاب کے وقت جب ہر طرف کہرام مچ رہا تھا، فاطمہ بیگم وہ واحد خاتون تھیں

جنہوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر مشرقی پنجاب کے بے شمار دورے کیے اور وہاں سے مہاجرین پاکستان لانے میں مدد کرتی رہیں۔ ایک بیان کے مطابق پچاس ہزار خواتین مشرقی پنجاب سے نکال کر لائیں۔(۵)

فاطمہ بیگم نے متعدد کتب بھی تصنیف کیں۔ علامہ رازق الخیری کے الفاظ ''وہ بناتِ پاکستان اور بنات الاسلام کی کئی سال صدر رہیں اور بہت سی مسلمان خواتین کے دلوں میں قومی خدمات کا جذبہ پیدا کر دیا۔ آپ کا انتقال یکم دسمبر ۱۹۵۸ء کو ہوا۔(۶)

فاطمہ بیگم کے والد مولوی محبوب عالم نے قوم کو خواب غفلت سے بیدار کرنے میں اہم علمی اور ادبی کارنامے انجام دیئے۔ مولوی صاحب کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ بیٹوں میں میاں عبدالحمید، میاں عبدالمجید اور بیٹیوں میں فاطمہ بیگم اور زینت خاتون تھیں۔(۷)

تعلیمی سرگرمیاں

فاطمہ بیگم نے اپنے والدین کے زیرِ سایہ تربیت اور پرورش پائی۔ والدین علم کے شیدائی تھے۔ قوم کے ہمدرد اور مذہب پرست تھے۔ آپ نے ایسے گھر میں ہوش سنبھالا جو علم اور عمل کا گہوارہ اور صحافت و ادب کا مرکز تھا۔ ان دنوں چونکہ لڑکیوں کے لیے کوئی سکول نہ تھا، اس لیے فاطمہ بیگم نے اپنے والدین سے ہی تعلیم حاصل کی۔ قرآن مجید پڑھا، تفسیر پڑھی اور اسلامی کتابوں کا وسیع مطالعہ کرنے کے بعد ادب کی طرف راغب ہوئیں۔ اس مطالعے کی وجہ سے جلد ہی اسلامی، علمی تاریخ اور ادبی کتابوں پر گہرا عبور حاصل کر لیا۔ فارسی زبان سے فاطمہ بیگم کو انس تھا۔ اس لیے فارسی زبان بھی سیکھی۔ آپ سرزمین پنجاب کی پہلی خاتون تھیں جنہوں نے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا تھا۔ اس کامیابی کے بعد آپ انگریزی زبان اور ادب کی طرف راغب ہوئیں۔ آپ گھر کے کاموں میں بھی دلچسپی لیتی تھیں اور والد کے دفتری کاموں میں بھی معاونت کرتیں اور فارغ اوقات میں انگریزی کی طرف توجہ دیتیں۔ دو سال بعد پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ گھر کے ادبی ماحول کی وجہ سے آپ نے اصلاحی کہانیاں لکھنا شروع کر دیں جو ''پیسہ اخبار'' عورتوں کے رسالوں اور بچوں کے صفحے پر شائع ہوتیں۔(۸)

سادہ زندگی

ناز ونعم میں پلنے والی فاطمہ بیگم کی زندگی پر اسلامی اور اخلاقی کتابوں کے مطالعے نے گہرا اثر کیا۔ چنانچہ آپ نے نہایت فقیرانہ اور سادہ زندگی بسر کرنا شروع کر دی۔ آرام و آسائش سے کنارہ کش رہ کر کسی نہ کسی کام میں اپنے آپ کو مصروف رکھتیں۔ گھر کے کاموں میں دلچسپی لیتیں، سلائی کڑھائی کرتیں۔ مطالعہ کرتیں، کہانیاں تحریر کرتیں۔ غرض کہ بے شمار دولت ہونے کے باوجود سادہ زندگی کو ترجیح دیتیں۔(۹)

اعلیٰ کردار کا نمونہ

فاطمہ بیگم بچپن سے ہی صاحبِ فہم و ذکا اور مجسمۂ شرم و حیا تھیں۔ خوش گفتار اور خوش اخلاق تھیں۔ محلے کی بڑی بوڑھی خواتین اپنی بچیوں کو نوعمر فاطمہ کا نمونہ بننے کی نصیحت کرتیں۔ نیک سیرت فاطمہ گھر اور باہر عزیز و اقارب میں عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ فاطمہ کم عمر تھیں مگر ان کی شخصیت انتہائی با رعب اور پُر وقار تھی۔ انہوں نے بغیر سکول یا کالج کی تعلیم کے گھر پر تعلیم حاصل کر کے یونیورسٹی کے امتحان میں کامیابی حاصل کی۔ انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ نہایت بلند ہمت، بلند ارادہ اور مثبت جذبوں اور احساسات کی مالک ہیں۔ دولت اور ثروت کے ہوتے ہوئے آپ کی سادہ زندگی اور سادگی پسند طبیعت امیر گھرانوں کی لڑکیوں کے لیے باعث نصیحت تھیں۔(۱۰)

مالی امداد کرنا

ہمدردی اور غمخواری کا سبق بھی فاطمہ کو والدہ کی طرف سے ورثے میں ملا۔ آپ کو جونہی یہ معلوم ہوتا کہ محلے کی کوئی عورت مالی پریشانی میں مبتلا ہے، تو جھٹ سے اس کی مدد کرتیں۔ یتیم بچوں کو گھر پر بٹھا کر خود کھانا پکا کر کھلاتیں۔ اچھے اچھے کپڑے خود سی کر انہیں پہناتیں۔ عید ہو یا کوئی تہوار ہوتا تو یتیموں اور غریبوں میں نئے کپڑے تقسیم کرتیں، تا کہ وہ بھی خوشیاں منا سکیں۔ والدین اپنی نیک بیٹی کو نیک کاموں میں مشغول اور مصروف دیکھ کر خوش ہوتے اوراس کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔(۱۱)

شادی

۱۹۲۱ء میں فاطمہ بیگم کی شادی خانپور کے رئیس اعظم راجہ جہانداد خان کے چھوٹے بھائی راجہ عبدالعزیز سے ہوئی۔ راجہ صاحب کے والد مولوی محبوب عالم کے گہرے دوست تھے، جو فاطمہ کی قابلیت، علمیت، بصیرت فہم و ذکا، انسانی ہمدردی اور قومی خدمت کے جذبے کی خوبیوں سے بے حد متاثر تھے۔ انہوں نے مولوی محبوب عالم سے درخواست کی کہ راجہ عبدالعزیز کو اپنی برخورداری میں لے لیں، مولوی صاحب نے ۱۹۲۱ء میں فاطمہ بیگم کی شادی عبدالعزیز سے کر دی۔(۱۲)

فاطمہ بیگم کی چونکہ اولاد نہ تھی لہٰذا انہوں نے اپنی مرضی اور درخواست سے عبدالعزیز کی شادی ان کی ماموں زادلڑکی سے کرا دی۔ شادی کے انتظامات خود کیے۔ دلہن کو گھر لانے کے بعد اس خیال سے کہ نیا جوڑا خوش وخرم زندگی بسر کرے، راجہ صاحب سے اجازت لے کر لاہور چلی آئیں۔ جب اس واقعہ کی اطلاع مولوی محبوب کو ملی تو وہ اپنی بیٹی کے ایثار پر حیران رہ گئے۔(۱۳)

عبدالعزیز بھی لاہور پہنچے اور انہوں نے محبوب عالم کومن وعَن تمام واقعہ بیان کر کے اپنی بریت ظاہر کی تا کہ مولوی صاحب زنجیدہ خاطر نہ ہوں۔

مولوی صاحب نے کہا:'' میں نے شادی کے وقت اس لیے تحریر لی تھی کہ میری بیٹی پر اگر سوکن لائی جائے گی تو وہ دل شکستہ ہو گی، مگر اب جب کہ بیٹی اپنے ہی ہاتھوں سے سوکن لا کر اپنے شوہر کے چمن میں بہار دیکھنا چاہتی ہے، تو مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ مولوی صاحب کو اطلاع کرنے کے بعد فاطمہ بیگم اور ان کے شوہر لاہور سے واپس خانپور چلے گئے۔ دونوں بیویاں سلوک اور احترام سے رہنے لگیں۔ خانپور کی تمام خواتین فاطمہ بیگم کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتیں اور ان سے علم ونصیحت اور اسلامی مسائل میں رہنمائی کی طالب رہتی تھیں۔(۱۴)

شادی کے دو سال بعد عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا۔انہوں نے نہ صرف خود اس صدمہ پر صبر کیا بلکہ اپنی سوکن کو بھی صبر کرنے کی تلقین کی اور ان کی ہمت بندھائی۔ راجہ صاحب کے انتقال کے تین مہینہ بعد وہ لاہور آ گئیں۔(۱۵)

بچیوں کی تعلیم

فاطمہ بیگم کی خواہش تھی کہ وہ مسلمان بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے کچھ کریں، انھوں نے اپنے والد سے اجازت مانگی کہ وہ خواتین کے تعلیمی اداروں سے وابستہ ہو کر ان کے لیے کچھ کریں۔ مولوی عالم نے اپنی بیٹی کی خواہش کااحترام کرتے ہوئے انہیں اجازت دے دی۔ گھر میں روپے پیسہ کی کمی نہ تھی، جس کے لیے فاطمہ ملازمت کا پیشہ اختیار کرتیں۔ صرف ایک قومی خدمت کا جذبہ اور مسلمان خواتین کی تعلیم خدمت کا احساس، جس نے فاطمہ کو مجبور کر دیا کہ وہ میدان عمل میں اپنا کردار ادا کریں۔(۱۶)

محکمہ تعلیم نے آپ کے کوائف دیکھتے ہوئے آپ کو بمبئ میں لڑکیوں کی ابتدائی اسکول کا انسپکٹر مقرر کر دیا۔ فاطمہ اپنے فرائض کی انجام دہی کے لیے بمبئ چلی گئیں۔ ان اسکولوں میں مسلمان لڑکیوں کی تعلیم اور داخلے میں بہت دقت پیش آتی تھی۔ ایک تو مسلمان بچیوں کو اسکول میں داخل نہیں کراتے تھے اور جو تعلیم کے حق میں تھے ان کے پاس مواقع اور سہولت نہیں تھی کہ گھر کے قریب اسکول ہو جہاں بچیاں آرام سے آ جا سکیں۔ فاطمہ بیگم نے ان مسائل کو حل کرنے کے لیے جدوجہد کی۔ ایک طرف والدین کو تیار کیا کہ وہ اپنی بچیوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں، دوسری طرف محکمہ تعلیم سے درخواست کی کہ وہ بچیوں کے لیے زیادہ سے زیادہ اسکول کھولیں، جہاں پر بھی بچیاں پڑھنے کے لیے تیار ہیں، وہاں اسکول قائم کیے جائیں۔ فاطمہ بیگم اپنی تنخواہ بھی بچیوں کی تعلیم پر خرچ کر دیتیں۔ جہاں دیکھتیں کہ ماں باپ خرچہ اٹھانے سے قاصر ہیں، وہاں تعلیم کے لیے خود وظائف دیتیں تا کہ بچیوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہے۔(۱۷)

مسلم لیگ اور بمبئ

جن دنوں فاطمہ بیگم بمبئ میں تھیں، ان دنوں مسلم لیگ کی تنظیم کا کام بھی شروع تھا۔مسلم لیگ کے صدر سر رضا علی تھے۔بمبئ میں انہی دنوں میں مسلم لیگ نے دوسری جماعتوں کے ساتھ گفت وشنید کے لیے ایک کیس مرتب کیا تا کہ ہندومسلم فسادات جو آئے دن ہوتے رہتے تھے، ان کا تدارک ہو سکے۔ ان دنوں مسلم لیگ کے سرکردہ رہنماؤں میں سر عبدالرحیم، سر عبدالقادر، سر شفیع، سر محمد یعقوب، راجہ صاحب محمود آباد، مولوی فضلِ حق، حکیم اجمل خان، مولانا محمد علی، مولانا

حسرت موہانی، ڈاکٹر انصاری، علامہ اقبال، حافظ کفایت حسین، سر وزیر حسین، قائداعظم اور دوسرے مسلم رہنما شامل تھے۔ آپ کے والد مولوی محبوب عالم اس گروہ میں شامل تھے۔ جنھوں نے مسلم لیگ کی شاخ قائم کرنے اور اپنے اخبار کے ذریعے مسلم لیگ کا پروپیگنڈہ کرنے میں سر شفیع اور جسٹس شاہ دین کے ساتھ نہایت اہم کردار ادا کیا تھا۔ اس لیے فاطمہ بیگم کو شروع سے ہی مسلم لیگ سے گہرا انس اور لگاؤ تھا اور اس پارٹی کو مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور مسلمانوں کی کامیابی کا اہم زینہ سمجھتی تھی۔(۱۸)

مسلم لیگ کے پرچار کے ساتھ ساتھ انہوں نے عہدے پر رہ کر کئی اسکول قائم کرائے۔ یہ ان کی مسلسل محنت کا نتیجہ تھا کہ آپ نے ۱۹۲۴ء میں بمبئی میں بحیثیت انسپکٹریس(Inspectress) آف اسکولز چارج لیا تھا۔ اس وقت بمبئی میں بمشکل پندرہ یا سولہ لڑکیوں کے ورنیکلر اسکول تھے مگر جب آپ ۱۹۳۷ء میں اپنے عہدے سے سبکدوش ہوئیں تو اس وقت ۱۴۵ اسکول قائم ہو چکے تھے۔ (۱۹)

بمبئی میں رسالہ ’’خاتون‘‘ کی داغ بیل

بمبئی میں قیام کے دوران آپ کو ایک اہم ذمہ دار عہدے پر رہ کر مسلمان خواتین میں مسلم لیگ کا پرچار کرنے کا موقع ملا۔ آپ نے یہ قومی فریضہ ادا کرنے کے لیے اپنی بہن زینت خاتون اور اپنی بھاوج بیگم عبدالرشید کو بھی اپنے پاس بلا کر سب سے پہلے یہ کہا کہ بمبئی سے عورتوں کے لیے ایک ہفت روزہ ’’خاتون‘‘ جاری کیا۔ چونکہ آپ ملازمت میں تھیں، اس لیے پرچے کی مدیر اپنی بہن زینت کو مقرر کیا اور معاون مدیر جنت خاتون کو بنایا۔ ’’خاتون‘‘ کے ذریعے مسلم لیگ کا مؤثر انداز میں پرچار کیا گیا اور مسلمان خواتین کی بیداری میں اہم کردار ادا کیا۔ مسلم لیگ کا جلسہ ہوتا تو فاطمہ بیگم پیش پیش ہوتیں اس کے علاوہ بمبئی میں مسلمان بچیوں کے لیے اسکول قائم کرنے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔(۲۰)

تعلیمی میدان میں خدمات

فاطمہ بیگم نے لاہور میں لڑکیوں کی تعلیم کے لیے ۱۹۳۷ء میں ملتان روڈ پر جناح اسلامیہ کالج برائے خواتین اور ایک ہائی اسکول کی بنیاد رکھی۔

تعلیم کے فقدان نے عورتوں کے دماغوں پر جہالت کے پردے مسلط کر دیئے تھے۔مسلم خواتین کی اس جہالت کو دور کرنے کے لیے فاطمہ بیگم نے انجمن حمایت اسلام کے منتظمین سے کہا کہ وہ خواتین کی تعلیم کے لیے اسکول کی بنیادیں رکھیں۔مگر انہیں جواب ملا کہ اتنے فنڈز نہیں ہیں۔آخر فاطمہ بیگم نے جوعلم دوست اورعلم پرور مجاہدہ تھیں، نے ۱۹۳۸ء میں نواں کوٹ میں اپنی وسیع زمین پر خواتین کے لیے ایک کالج تعمیر کرایا۔ پنجاب میں یہ سب سے پہلا مسلمان لڑکیوں کے لیے کالج تھا۔آپ قائداعظم محمد علی جناح سے بہت عقیدت رکھتیں تھیں۔اس لیے اس کا نام آپ نے جناح اسلامیہ گرلز ہائی سکول رکھا، جو بہت جلد کالج کے نام سے منسوب ہوا۔(۲۱)

سکول کی عمارت تعمیر ہونے کے بعد آپ نے قائداعظم کو اس کالج کے افتتاح کے لیے مدعو کیا۔ پنجاب میں نہیں بلکہ برصغیر میں یہ پہلا موقع تھا کہ قائداعظم نے خواتین کے ایک اجتماع سے خطاب کیا۔(۲۲)

فاطمہ بیگم کا اسکول نہ صرف تعلیمی میدان میں خدمات انجام دے رہا تھا بلکہ سیاسی میدان بھی مسلم لیگ کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کر رہا تھا۔ فاطمہ بیگم نے اسکول کی عمارت کے ساتھ ایک بہترین بورڈنگ ہاؤس تعمیر کرایا۔ دور دور سے مسلم گھرانوں نے اپنی بچیوں کو اس مجاہدہ ملت کے زیرسایہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے اسی اسکول میں داخل کرایا۔آپ نے لڑکیوں کے لیے ماہر اساتذہ متعین کیے اور اس طرح وہ ایک بہت بڑی خدمت میں مصروف ہوگئیں۔(۲۳)

لڑکیوں کو پاکستان کے لیے متحد کیا

فاطمہ بیگم اسکول لگنے سے پہلے ہر روز صبح اسمبلی میں طالبات کے سامنے پر جوش تقریر کر کے ان میں سیاسی شعور بیدار کرتیں۔ یہ فاطمہ بیگم کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ اس اسکول کی ہر طالبہ نے مسلم لیگ کو پنجاب میں مقبول عام بنایا اور سول نافرمانی کو کامیاب کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور یوں تحریک پاکستان کو مضبوط بنیاد فراہم کی۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ اسکول پنجاب کا وہ واحد اسکول جس نے خواتین اور بچیوں کو مسلم لیگ کے پرچم تلے متحد کرنے میں بے مثال کارنامہ انجام دیا۔(۲۴)

پنجاب کی خواتین اس خطہ میں عملی سیاست میں پیش پیش رہی ہیں۔ وہ مائی جندہ ہو رنجیت

سکھ کی یا کھیتوں میں کام کرنے والی محنت کش، اپنے اور اپنی آنے والی نسلوں کے بہتر مستقبل کے لیے وہ میدان عمل میں کارساز ثابت ہوئیں۔

فاطمہ بیگم بنام قائداعظم محمد علی جناح

جناح اسلامیہ کالج برائے خواتین
ملتان روڈ لاہور
۱۹/ مارچ ۱۹۴۲ء

مائی ڈیئر مسٹر جناح!

لیگ کی تشہیر اور دیگر امور کے سلسلہ میں شمالی پنجاب کا میں نے جو دورہ کیا تھا اس کی مختصراً تفصیلات سے آپ کو آگاہ کرنے کے لئے میں آپ کے قیمتی وقت میں سے کچھ لمحات کی طالب ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ مہربانی فرما کر ان تفصیلات پر پوری توجہ دیں گے۔

گزشتہ ہفتہ کے دوران میں نے راولپنڈی، جہلم، گجرات، وزیرآباد اور گوجرانوالہ کا دورہ کیا اور تمام مقامات پر مسلم لیگ کے جلسہ میں خواتین شاخ کے چار سو خواتین کو رکن بنانے میں بھی مجھے کامیابی حاصل ہوئی۔ جہلم کی ایک خاتون (ایک تحصیلدار کی اہلیہ مسز محمد احسان) جنہوں نے اپنا نام ظاہر نہ کرنے کی درخواست کی ہے، لیگ کے مقاصد کے لئے سو روپے کا عطیہ اس خواہش کے ساتھ دیا ہے کہ یہ رقم آپ کو ارسال کر دی جائے۔ اس خط کے ہمراہ مذکورہ رقم آپ کو روانہ کی جا رہی ہے۔ برائے مہربانی رسید بھجوا دیں تا کہ میں ان کو روانہ کر دوں۔

پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے صدر کا مسئلہ عوامی توجہ کا مرکز بنتا جا رہا ہے۔ بلا شبہ آپ بھی یہاں کے موجودہ حالات سے بے خبر نہ ہوں گے۔ امرتسر کے شیخ صادق حسین قائم مقام صدر ہیں اور جلد ہی مستقل صدر کے لئے انتخاب ہو گا۔ آپ کی اجازت سے میری تجویز یہ ہے کہ شیخ صادق حسین کو آئندہ اگست تک صدر رہنے دیا جائے اور اس کے بعد سردار کوٹ فتح خان کو ان کی جگہ منتخب کر لیا جائے۔ جہاں تک میرا خیال ہے کہ سر محمد نواز خاں بہترین آدمی ثابت ہوں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نیشنل ڈیفنس کونسل کے معاملے میں ان کو لیگ سے خارج کر دیا گیا ہے اور اب وہ لیگ میں نہیں ہیں۔ لیکن آئندہ اگست میں یہ پابندی اٹھا لی جائے گی۔ میرے خیال میں ان کا رویہ لیگ کے حق میں مخالفانہ نہیں ہے۔ اگر آپ کو یہ تجویز منظور ہو تو ہم لوگ ان کے لئے یہاں کنویسنگ شروع کر دیں۔

نیک خواہشات کے ساتھ، امید افزا جواب کی منتظر

آپ کی مخلص
فاطمہ بیگم(۲۵)

تحریک پاکستان میں عملی قیادت

فاطمہ بیگم تحریک پاکستان کے دوران میں نہایت فعال رہیں اور انہوں نے مختلف اوقات میں صوبہ بھر کے دورے کیے اور مسلمان خواتین میں جذبہ آزادی کی لہر دوڑا دی۔ نہ صرف پنجاب بلکہ وہ صوبہ سرحد کے دورے پر بھی گئیں اور وہاں کی خواتین کے ساتھ مل کر پاکستان کے لیے کام کرتی رہیں۔(۲۶)

جب فروری ۱۹۴۷ء میں خضر حیات ٹوانہ کی حکومت کے خلاف پنجاب بھر میں تحریک سول نافرمانی شروع ہوئی تو فاطمہ بیگم اس نازک موقع پر صف اول میں تھیں۔ انہوں نے بہت سے زنانہ جلوسوں کی قیادت کی اور انہیں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس تحریک کے دوران بے شمار قید ہونے والوں میں سے تھیں، جنہوں نے حکومت کی مشینری بے بس کر کے رکھ دی تھی۔

فاطمہ بیگم خواتین کی سب کمیٹی کے علاوہ مسلم گرلز اسٹوڈنٹس فیڈریشن سے بھی ایک عرصے تک منسلک رہیں۔ دہلی میں ۱۹۴۱ء میں مسلم ویمن اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی پہلی کانفرنس میں شریک ہوئیں۔ جس کی منتظم شائستہ اکرام اللہ تھیں۔(۲۷)

راجہ صاحب آف محمود آباد آل انڈیا اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر تھے، نے فاطمہ بیگم کو رابطہ کار مقرر کیا۔(۲۸)

۱۹۳۳ء میں آپ کے والد مولوی محبوب عالم کا انتقال ہو گیا، باجود اس کے کہ لاہور میں ان کا وسیع کاروبار پھیلا ہوا تھا مگر پھر بھی آپ اپنے مشن کی کامیابی کے لیے بمبئی میں مصروف عمل رہیں۔

قائداعظم اور مسلم لیگ کے لیے اپنی اور خاندان کی رضاکارانہ خدمات

قائداعظم ۱۹۳۴ء میں مسلمانوں کو انتہائی خطرے میں دیکھ کر وطن واپس آئے تو فاطمہ بیگم کے بھائی عبدالمجید نے بھی بمبئی میں قائداعظم کے پاس جا کر مسلم لیگ کے لیے اپنی رضاکارانہ خدمات پیش کر دیں۔ عبدالمجید قدآور اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ قائداعظم نے اس تمام خاندان کی بے لوث خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے فاطمہ بیگم اور عبدالمجید کے جذبے کو سراہا۔ مرزا محمد صادق اصفہانی ان دنوں بمبئی مسلم لیگ کے سیکریٹری تھے۔ عبدالمجید کو جوائنٹ سیکریٹری کے

عہدے پر مامور کیا گیا۔

خلاصۂ کلام

تعلیم کے حوالے سے فاطمہ بیگم بہت حساس تھیں۔اپنے دور میں ہندوؤں، انگریزوں، سکھوں سب پر نظر رکھے ہوئے تھیں۔ سب محدود وسائل کے باوجود اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت سے غافل نہیں تھے۔ چھوٹی عمر سے ہی بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ مرکوز تھی۔ اس لیے سیاسی اور معاشی طور پر یہ لوگ مستحکم تھے۔ مسلمان لڑکوں کی تعلیم پر تو کچھ توجہ دے رہے تھے مگر لڑکیوں کی تعلیم سے غافل تھے۔ فاطمہ بیگم نے لاہور میں اپنی ذاتی زمین پر ''جناح اسلامیہ اسکول اور کالج'' کھولا۔ قائداعظم محمد علی جناح سے اس کا افتتاح کرایا۔ لاہور میں خواتین کے حوالے سے تحریک پاکستان میں سیاسی بیداری میں اس تعلیمی ادارے نے کلیدی کردار ادا کیا۔ یہ خواتین کے حوالے سے وہی کردار ہے جو علی گڑھ کے طالب علموں نے پاکستان کی تحریک کو کامیاب بنانے میں ہندوستان کے طول و عرض میں ادا کیا۔

حوالہ جات

۱۔ ایم سلطانہ، *تحریک پاکستان اور خواتین*، مجلّہ تاریخ و ثقافتِ پاکستان، جلد۲، شمارہ۱، شمارہ مسلسل ۲۹، اپریل ۱۹۹۱ء، ص ۳۴۰۔

۲۔ آزاد بن حیدر، *تحریک پاکستان کی نامور خواتین*، اسلام آباد، ص ۱۳۴۔

۳۔ ایضاً۔

۴۔ زاہد حسین انجم، *انسائیکلوپیڈیا قائداعظم*، لاہور مقبول اکیڈمی، ۱۹۹۱ء، ص ۴۹۳۔

۵۔ ڈاکٹر سرفراز حسین مرزا، *تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار*، نظریہ پاکستان ٹرسٹ، جنوری ۲۰۱۲ء، ص ۲۳۹۔

۶۔ ایضاً، آزاد، ص ۱۳۵۔

۷۔ عزیز جاوید، *پاکستان کی نامور خواتین*، پشاور، دیبا پبلیکیشنز، ۱۹۶۸ء، ص ۷۴۔

۸۔ ایضاً، ص ۷۵۔

۹۔ ایضاً، ص ۷۵۔

۱۰۔ ایضاً، ص ۷۶۔

۱۰۔ ایضاً۔

۱۲۔ ایضاً، ص ۷۷۔

۱۳۔ ایضاً، ص ۷۸-۸۰۔

۱۴۔ ایضاً، ص ۸۱۔

۱۵۔ ایضاً، ص ۸۱-۸۲۔

۱۶۔ ایضاً، ص ۸۶۔

۱۷۔ ایضاً، ص ۸۴۔

۱۸۔ ایضاً، ص ۸۴۔

۱۹۔ ایضاً، ص ۸۵-۸۶۔

۲۰۔ ایضاً، ص ۸۵۔

۲۱۔ ایضاً۔

۲۲۔ ایضاً۔

23- Naumana Kiran, *Fatimah Begum: A Narrative of Unsung Hero of Pakistan Movement,* Journal of the Research Society of Pakistan, Lahore, Punjab University, Vol. No 54, No. 2, July-Dec 2017, p. 267.

۲۴۔ جاوید، *پاکستان کی نامور خواتین*، دیپا پبلیکیشنز، پشاور، ۱۹۶۸ء، ص ۸۹-۹۰۔

۲۵۔ فاطمہ بیگم بنام قائداعظم محمد علی جناح، ظفر علی راجا، بحوالہ سابقہ۔

۲۶۔ ڈاکٹر سرفراز حسین مرزا، *تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار*، نظریہ پاکستان ٹرسٹ، جنوری ۲۰۱۲ء، ص ۲۳۸-۲۳۹۔

۲۷۔ ایضاً، ص ۲۳۹۔

۲۸۔ ایضاً، ص ۲۴۰۔